

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صحابہ قرآن ہونے کی وجہ
قرآن پاک کو کتابی صورت میں جمع فرمانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن



از قلم

فتح تفسیر و حدیث مسجد العلماء فیہم لہم
علامہ مفتی محمد رفیع رحمانی صاحب مدظلہ العالی

با احترام
خطیب المسند
مدظلہ العالی مولانا محمد رفیع رحمانی

عطاری پبلشرز

مرکزی آفس: سویت لبر (1) ساحل شرقی، سہارن پور، یو۔ پی۔ ایچ۔ 224141-12 Fax: 2257665
UAN: 111 00 00 65 Ph: 021 2235350-51

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جامع القرآن

حضور مفسر اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحديث، صاحب تصانیف کثیرہ، پاسبان اہل سنت،

خليفة حضور مفتی اعظم ہند، حضور فیض ملت، پیر طریقت، رہبر شریعت

حضرت علامہ مفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

مقدمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شیعہ فرقہ کہتا ہے کہ اصل قرآن وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے اور یہ قرآن اصحاب ثلاثہ کا جمع کردہ ہے اس میں انہوں نے اپنی مرضی سے جمع کیا جیسے کیا اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ ”شیعہ قرآن کو نہیں مانتے“ میں لکھ دی۔ یہاں صرف قرآن پاک کی ترتیب اور جمع پر بحث ہوگی اور ثابت کروں گا کہ یہ قرآن اصحاب ثلاثہ کا جمع کردہ وہی ہے جو لوح محفوظ میں تھا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ قرآن پاک لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا۔

قرآن کریم فرماتا ہے

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ البروج، آیت ۲۱، ۲۲)

بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں

پھر وہاں سے پہلے آسمان پر لایا گیا پھر وہاں سے تیس سال میں آہستہ آہستہ حضور ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ مگر یہ نازل ہونا اس لکھے کی ترتیب کے موافق نہ تھا کیونکہ ہر نزول بندوں کی ضرورت کے مطابق ہوتا تھا۔ جس آیت کی ضرورت ہوئی وہی آگئی مثلاً اگر اول ہی سے شراب کے حرام ہونے کی آیتیں اتر آتیں تو یقیناً عرب کے نئے مسلمانوں کو دشواری واقع ہوتی ہے کیونکہ وہاں عام طور پر شراب پی جاتی تھی۔ اسی طرح سارے احکام کو سمجھ لو لیکن چونکہ حضور ﷺ کی نگاہ پاک لوح محفوظ پر تھی اس لئے آپ ﷺ اس آیت کے نزول کے وقت اس کو ترتیب سے جمع کر دیتے تھے۔ اس طرح کہ جو حضرات کاتب وحی مقرر تھے ان کو فرما دیتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد رکھو اور یہ آیت لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق تھی اور طریقہ اُس وقت یہ تھا کہ حضرت زید ابن ثابت و دیگر بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اس خدمت کو انجام دینے کے لئے مقرر تھے۔

جس وقت جو آیت آتی تھی حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر کھجور کے پٹھوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ اعتماد حفظ پر تھا یعنی اصحاب کرام علیہم الرضوان پورے قرآن کے حافظ تھے۔ جیسا کہ آج حافظ ہیں بلکہ اس سے زیادہ کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور ﷺ نے دے دی تھی لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں

(۱) چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا اور نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لئے اس کو اکثر پڑھتے ہی رہتے ہیں اس لئے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا۔

(۲) جہاد اور دیگر ضروریاتِ دینیہ کی وجہ سے اتنا موقع نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔

(۳) یہ کہ جب تک پورا قرآن نہ آجاتا اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اتر چکی تھیں کچھ اترنے والی ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ کی وفات ظاہری سے کچھ روز پہلے نزولِ قرآن کی تکمیل ہوئی غرض کہ حضور ﷺ کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکا البتہ مرتب ہو گیا۔ اللہ کی شان کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور ﷺ کے وصالِ ظاہری ہی کے سال ملک یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اُس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سخت جنگ کرنی پڑی اور اس جنگ میں تقریباً سات سو حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے۔ تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر اسی طرح حافظ اور قرآن شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کیا جنہوں نے حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اس کا مہتمم حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیا تھا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور ﷺ نے نہ کیا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔

نوٹ: اس سے بدعتِ حسنہ کا ثبوت ملا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”بدعات القرآن“

فائدہ: حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں اور کھجور کے پٹھوں اور ہڈیوں پر لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا پھر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا پھر اُن کے بعد فاروقِ اعظم کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی پاک بیوی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ امیر المومنین

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آرمینیا اور آذربائیجان کے کفار سے جنگ فرما رہے تھے۔ وہاں کی مہم سے فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین لوگوں میں قرآن پاک کے متعلق اختلافات شروع ہو گئے ہیں۔ اگر یہ اختلاف بڑھتے رہے تو مسلمانوں کا حال یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائے گا لہذا اس کا جلد کوئی انتظام کیجئے۔

وجہ اختلاف یہ تھی کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نسخوں میں حضور ﷺ کے وہ الفاظ بھی لکھے تھے جو آپ نے بطور تفسیر ارشاد فرمائے تھے اور وہ حضرات اس کو قرآن کا ہی جزو سمجھ گئے تھے حالانکہ وہ الفاظ قرآن نہ تھے۔ جیسے کہ مصحف ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ۔ نیز ایک نسخہ تمام ملک کے مسلمانوں کے لئے اب کافی نہ تھا نیز حافظ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جو لقمہ قرآن مجید میں لگتا تھا اس کے نکالنے میں بہت دشواری ہوتی تھی۔ ان وجوہ کی بناء پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا اور ان کی مدد کے لئے عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبداللہ ابن ہشام علیہم الرضوان کو مقرر فرمایا۔ ان حضرات نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے پہلے جمع کئے ہوئے قرآن کو منگایا اور پھر اس کا مقابل بلکہ حفاظ حفظ قرآن سے نہایت تحقیق کر کے چھ سات نسخے نقل کئے اور یہ نسخے عراق، شام اور مصر وغیرہ اسلامی ممالک میں بھیج دیئے اور اصل نسخہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیا اور جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس تفسیر سے ملے ہوئے قرآن کے نسخے تھے وہ اس کو قرآن پاک ہی سمجھنے لگے۔ الحمد للہ کہ اب تک قرآن پاک اسی طرح بلا کم و کاست مسلمانوں میں چلا آ رہا ہے۔

ناظرین ہماری اس تحریر سے سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن مجید کی ترتیب نزول کے مطابق ہو سکتی ہی نہ تھی کیونکہ موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اور قرآن پاک کا نزول ضرورت کے مطابق ہوا اور یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کو ترتیب دینے والے خود رسول پاک ﷺ ہیں لیکن اس کو کتابی شکل میں جمع فرمانے والے اول امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اسی لئے آپ ”عثمان جامع القرآن“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

فقط والسلام

باب اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو لوح محفوظ میں موجود تھا جسے تیس سال تک جتہ جتہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں مختلف اوقات میں پیش کرتے رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۱) **بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝** (پارہ ۳۰، سورۃ البروج، آیت ۲۱، ۲۲)

بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں

اور فرمایا

(۲) **إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۝** (پارہ ۲۷، سورۃ الواقعة، آیت ۷۷، ۷۸)

بیشک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں۔

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو سید عالم ﷺ پر نازل فرمایا گیا کیونکہ یہ کلام الہی اور وحی ربانی ہے جس میں تبدل و تحریف ممکن نہیں۔ (خزان العرفان)

اور یہ بھی اہل اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۳) **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝** (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۹)

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

کہ تحریف و تبدل و زیادتی و کمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں تمام جن و انس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغیر و تبدل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ قرآن مجید کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے ایک یہ کہ اس کو معارضے اور مقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

جمع القرآن :- آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی موجودہ ہیئت کذا یہ حق اور محفوظ من اللہ ہے اسے

اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جمع کیا لیکن حقیقت اس کا جامع خود اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اپنے محبوب نبی ﷺ

سے اس کا وعدہ فرمایا

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔ (پارہ ۲۹، القیمۃ، آیت ۱۷)

بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حقانیت کا ثبوت ملا کہ وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لگایا اس کا ظہور و صدور اپنے محبوب بندوں سے کرایا کیونکہ اس کریم تعالیٰ و عزاسمہ کی عادت کریمہ ہے کہ جو کام اپنے ذمہ لگاتا ہے وہ اپنے بندوں کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا قرآن مجید کا جمع از خود نہ تھا بلکہ منشاء ایزدی ہی تھا کہ یہ کام اس کے یہی محبوب بندے کریں۔

جمع القرآن کے مراحل: سب کو معلوم ہے کہ قرآن مجید تیس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ اس نازل شدہ آیات اور سورت کو صرف خود حضور ﷺ یاد کر لیتے بلکہ آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنے سینوں میں اسے محفوظ فرما لیتے تھے اس کے باوجود نبی پاک ﷺ نازل شدہ آیات و سورۃ کو فوراً لکھوا لیتے تھے۔ اس کے شواہد ملاحظہ ہوں۔

علامہ عبد العظیم زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ من اہل العرفان جلد ۱، صفحہ ۲۴۶ میں لکھتے ہیں

فها هو ذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اتخذ كتابا للوحى كلما نزل شيء من القرآن امرهم بكتابته مبالغة في تسجيله وتقيدته وزيادة في التوثق والضبط والاحتياط في كتاب الله تعالى حتى تظاهر الكتابة الحفظ ويعاضد النقش اللفظ

حضور نبی پاک ﷺ نے کتابت وحی کے لئے چند کاتب مقرر فرمائے تو جب بھی قرآن کا کچھ حصہ نازل ہوتا آپ کاتب کو لکھ لینے کا حکم فرماتے تاکہ توثیق و ضبط و احتیاط کتاب اللہ میں چٹنگی اور مضبوطی ہو اور اس طریقہ سے حفظ قرآن کو مدد ملے اور نقش و لفظ تقویت پائیں۔

کاتبین وحی: یہ لکھنے والے برگزیدہ صحابہ کرام تھے منجملہ ان کے چند اسماء یہ ہیں۔

- | | |
|---|---|
| (۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۲) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۳) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۴) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۵) حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۶) حضرت سیدنا ابان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۷) حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۸) حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۹) حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۰) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ |

وغیر ہم۔ (منابیل العرفان صفحہ ۲۳۹)

اُس وقت ہمارے دور کی طرح کاغذ وغیرہ کی فراوانی بلکہ کاغذ تھا ہی نہیں۔ اُس مقدس دور خیر القرون میں ایک عجیب و غریب طریقہ تھا جسے علامہ زرقانی نے بیان فرمایا کہ

وكان صلى الله عليه وسلم يدلهم على موضع المكتوب من سورتہ ويكتبونه فيما يسهل عليهم من العشب واللخاف والرقاع وقطع الأديم وعظام الأكتاف والأضلاع ثم يوضع المكتوب في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (زرقانی فی المناہل، جلد ۱، صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷)

آپ ﷺ نزول آیت پر کاتبین سے خود فرماتے کہ اسے فلاں سورۃ کے فلاں مقام پر لکھ دو تو وہ اسی حکم کے مطابق کھجور کے ڈنٹھوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور کھال کی تیلی جھلیوں اور چمڑوں اور چوڑی ہڈیوں اور اونٹ کی کانٹھیوں اور پسلی کی چوڑی ہڈیوں پر لکھ کر رسول اللہ ﷺ کے گھر میں رکھ دیا جاتا۔

فائدہ:۔ یہی مضمون صحیحین میں بھی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ جمع القرآن کا مرحلہ کامل طور پر خود حضور نبی پاک ﷺ نے طے فرمایا اور وہ بھی اسی ترتیب سے جس کی تلاوت سے آج ہم سرشار ہو رہے ہیں نہ کہ اس ترتیب سے جسے ترتیب نزول کہا جاتا ہے۔ اس کے شواہد حاضر ہیں

(۱) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه انه قال قال رسول الله ﷺ اذا نزلت عليه سورة دعا بعض من يكتب فقال ضعوه هذه السورة في الموضع الذي يذكر فيه كذا وكذا۔

رسول اللہ ﷺ پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تو آپ کاتب کو بلا کر فرماتے کہ اسے فلاں جگہ پر مرتب کیجئے جہاں فلاں فلاں مضمون ہے۔

(۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرَّقَاعِ۔

(سنن الترمذی، باب المناقب عن رسول اللہ، فصل فی فضل الشام والیسین، جلد ۵، صفحہ ۳۳۷، رقم الحدیث ۳۹۵۴ مطبوعہ مصر)

ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کو مختلف ٹکڑوں سے جمع کرتے تھے۔

(۳) سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ الانفال کو سورۃ البراءۃ سے باہم ملا دیا اور ان دونوں کے مابین ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کی سطر نہیں لکھی پھر ان کو سات بڑی سورتوں کے زمرہ میں بھی شامل کر دیا؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ پر متعدد سورتیں نازل ہوا کرتی تھیں اس لئے جہاں آپ پر کچھ قرآن نازل ہوا کرتا آپ فوراً کاتبانِ وحی میں سے کسی کو بلوا کر

حکم دیتے کہ اس آیت کو اس سورۃ میں درج کرو جس میں ایسا ایسا ذکر آیا ہے اور انفال مدینہ میں نازل ہونے والے قرآن میں سے تھی اور سورۃ برآۃ کا نزول سب سے آخر میں ہوا تھا۔ اس کے ماسوا برأت کا قصہ بھی انفال کے قصہ سے مشابہ تھا۔ اس لئے میں نے گمان کیا کہ سورۃ برآۃ الانفال ہی کا ایک جزو ہے اور رسول اللہ ﷺ ایسی حالت میں انتقال فرما گئے کہ آپ ﷺ نے ہم سے بیان نہیں کیا تھا کہ برآۃ منجملہ الانفال کے ہیں۔ ان وجوہ سے میں نے ان دونوں سورتوں کو ساتھ ساتھ کر دیا اور ان کے مابین ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کی سطر نہیں لکھی اور اس کو سات بڑی سورتوں کی صف میں جگہ دی۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم)

(۴) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اسی اثناء میں یکا یک آپ ﷺ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر جھکا لینے کے بعد فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے تھے اور کہہ گئے ہیں کہ میں اس آیت کو اس سورۃ کی اس جگہ پر رکھوں۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی - (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹۰)

بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا۔

(مسند احمد، باب مسند الشامیین، حدیث عثمان بن ابی العاص عن النبی ﷺ جلد ۳۶، صفحہ ۳۴۰، رقم الحدیث ۱۷۲۴۰)

(۵) بخاری نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا

وَالَّذِیْنَ یَتَوَقَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُونَ اَزْوَاجًا - (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۴)

اور تم میں جو مریں اور بیہیاں چھوڑیں۔ (بخاری شریف)

اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے تم اس کو نہ لکھو یا اس کو چھوڑ دو۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اے مادرزادہ میں قرآن کی کسی شے کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹاؤں گا۔

(۶) مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کثرت سے کوئی بات نہیں دریافت کی جس کثرت سے ”کلالۃ“ کی نسبت دریافت کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینہ میں اپنی انگشت مبارک گڑا کر فرمایا تیرے لئے وہی موسم سرما کی نازل شدہ آیت کافی ہے جو سورۃ النساء کے آخر میں ہے۔

(۷) دو حدیثیں جو سورۃ البقرہ کے خاتمہ کی آیتوں کے بارے میں آئی ہیں۔

(۸) مسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ الکہف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کر لے گا وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یہی حدیث ان الفاظ میں آئی ہے کہ جو شخص

سورة الکہف کے آخر کی دس آیتیں پڑھے گا دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(۹) اسی پر اجمالی طور پر دلالت کرنے والے نصوص میں وہ ثابت شدہ امور بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد سورتیں پڑھیں مثلاً حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سورة البقرہ، سورة آل عمران اور سورة النساء کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ صحیح بخاری میں مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے سورة الاعراف کی قرأت مغرب کی نماز میں فرمائی اور سورة قداح کے متعلق نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فجر کی نماز میں پڑھا یہاں تک کہ جس وقت حضرت موسیٰ و ہارون (علی نبینا وعلیہما السلام) کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی اور آپ نے رکوع کیا۔ سورة الروم کے متعلق امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ اس سورة (روم) کو حضور ﷺ نے صبح کی نماز میں پڑھا تھا۔ سورة **الْم ۝ تَنْزِيلُ** اور **هَلْ اَتَى عَلَى الْاِنْسَانِ** کے متعلق شیخین (بخاری، مسلم) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سورتیں جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں سورة ق کی نسبت آیا ہے کہ اس کو خطبہ میں پڑھتے تھے، سورة الرحمن کی بابت مستدرک وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سورة قوم جن کے سامنے پڑھی تھی، سورة النجم کی نسبت صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کفار مکہ کو سنایا اور اس کے آخر میں سجدہ کیا تھا، سورة اقتربت اس کی بابت مسلم کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس کو سورة ق کے ساتھ عید کی نماز میں پڑھا کرتے تھے، سورة الجمعة اور سورة المنافقون کی نسبت صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ان دونوں کو نماز جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔ سورة الصف کی بابت مستدرک میں عبد اللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جس وقت یہ سورة نازل ہوئی تھی اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے اس کو مفصل کی مختلف سورتوں میں (ملا کر) ان کے سامنے پڑھا یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔

(۱۰) ایسے ہی حضور ﷺ کے خطبات (جسے آج کل کی اصطلاح میں وعظ یا تقریر کہا جاتا ہے) میں اسی موجودہ ترتیب سے آیات پڑھنا بھی۔

نتیجہ: ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اس کی آیتوں کی ترتیب توفیقی ہے اور صحابہ نے ہر گز اپنی جانب سے کوئی ایسی ترتیب نہیں کی ہے جو نبی کریم ﷺ کی قرأت کے خلاف ہو لہذا یہ بات حد تو اتر تک پہنچ گئی۔ یاد رہے کہ مفسرین کی اصطلاح میں اس کا نام ”جمع القرآن“ ہے۔

جمع القرآن ۲: حضرت امام جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اثنان جداول اٹھارویں فصل** میں لکھتے ہیں کہ دوسری مرتبہ قرآن کو جمع اور مرتب کرنے کا اہم کام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ یمامہ میں صحابہ

کرام علیہم الرضوان کے شہید ہونے کی خبر ملی تو اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے میرے پاس آکر کہا کہ معرکہ یمامہ میں بہت سے قاریانِ قرآن کریم شہید ہو گئے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ آئندہ جنگوں میں بھی وہ شہید ہوتے جائیں گے اور اس طرح بہت سا قرآن ہاتھوں سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ آپ قرآن کے جمع کئے جانے کا حکم دیں۔ میں نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جواب دیا جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا میں اسے کس طرح کروں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بخدا یہ بات بہتر ہے غرض یہ کہ وہ مجھ سے بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور میں نے بھی اس بارے میں وہی رائے قائم کر لی جو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قائم کی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا تم ایک سمجھدار نو جوان ہو اور ہم تو متم نہیں کرتے اور تم رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی بھی تھے اسلئے اب قرآن کی تفتیش اور تحقیق کر کے اسے جمع کرو۔ زید کہتے ہیں واللہ مجھ کو ایک پہاڑ اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دینے کا حکم دیتے تو یہ بات مجھ پر اتنی گراں نہ ہوتی جس قدر قرآن کے جمع کرنے کا حکم مجھ پر شاق گزرا اور میں نے (حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا آپ دونوں صاحب وہ کام کس طرح کرتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا واللہ یہ بات بہتر ہے اور پھر وہ برابر مجھ سے اس بارے میں بار بار کہتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل بھی اسی بات کے لئے کھول دیا جس بات کے لئے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دل کھولا تھا۔ پھر تو میں نے قرآن کی تلاش اور جستجو شروع کر دی اسے کھجور کی شاخوں اور سفید پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا اور میں نے سورۃ التوبۃ کے خاتمہ کی آیتیں **لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ - الْآیۃ** صرف ابو خزیمہ انصاری کے پاس پائیں اور ان کے سوا کسی سے یہ آیتیں نہ مل سکیں۔ وہ منقول صحیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ انہوں نے وفات پائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی محافظت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد وہ صحائف حضرت ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محفوظ رہے۔

ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں عبد اللہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ مصاحف کے بارے میں سب سے زیادہ اجر حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ملے گا۔ خدا ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحمت کرے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو جمع کیا۔

جمع القرآن میں شیخین کا طریق کار :- حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ السلام جلد اول کے انٹھارویں فصل میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی داؤد نے یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں آکر کہا جس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی قرآن کی تعلیم حاصل کی ہو وہ آکر اپنے یاد کردہ قرآن کو سنائے اور لکھنے والے اس کو تختیوں اور کھجور کی شاخوں کی ڈنٹھلوں پر لکھتے جاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی شخص سے قرآن کا کوئی حصہ اُس وقت تک تسلیم نہیں کرتے تھے جب تک وہ آدمی اپنے دو گواہ نہ لائے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کو محض لکھا ہوا پانے ہی پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی شہادت ان لوگوں سے باہم پہنچا لیتے جنہوں نے اسے سن کر یاد کیا تھا اور اس کے علاوہ خود زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ قرآن تھے۔ غرض یہ کہ قرآن مکتوب کے موجود پانے اور خود حافظ قرآن ہونے کے باوجود ان کا دو شہادتوں کو بھی بہم پہنچا کر اُسے مصحف میں تحریر کرنا حد درجہ کی احتیاط تھی۔ ابن ابوداؤد وہی ہشام بن عروہ کے طریق پر ان کے والد عروہ سے راوی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ پھر اس کے بعد جو شخص تمہارے پاس کتاب اللہ کا کوئی حصہ مع دو گواہوں کے لائے اسے لکھ لو۔

اس حدیث کے تمام راوی معتبر ہیں اگرچہ یہ روایت منقطع ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قول ہے دو گواہوں سے مراد حفظ اور کتابت تھی یعنی قرآن اس کو یاد بھی ہو اور اس کے پاس لکھا ہوا بھی ہو اور سخاوی نے اپنی کتاب جلال القراء میں لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دو گواہ اس بات کی گواہی دیں کہ وہ لکھا قرآن خاص رسول اللہ ﷺ کے روبرو لکھا گیا ہے یا یہ مقصود ہے کہ وہ اُس قرآن کی نسبت شہادت دیں کہ یہ انہی وجوہ میں سے ہے جن پر قرآن کا نزول ہوا ہے۔

ابوشامہ کا قول ہے اور ان (صحابہ) کی غرض یہ تھی کہ قرآن نہ لکھا جائے مگر اُسی اصل سے جو رسول اللہ ﷺ کے روبرو تحریر میں آیا ہے نہ کہ محض یادداشت پر اعتماد کر کے لکھ لینا اسی وجہ سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ التوبہ کے آخری حصہ کی نسبت کہا ہے کہ میں نے اسے ابوخرزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کے پاس نہیں پایا یعنی اس کو لکھا ہوا صرف انہی کے پاس پایا کیونکہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض یادداشت پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ کتابت کو بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ شہادت لینے سے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں اس بات کی شہادت بہم پہنچاتے تھے کہ جو قرآن انہیں کسی نے سنایا ہے آیا وہ نبی کریم ﷺ پر ان کے سال وفات میں پیش ہو چکا ہے یا نہیں اور ابن اثیر نے کتاب المصاحف میں لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھا۔ لوگ حضرت زید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قرآن کو لاتے تھے اور وہ بغیر دو معتبر گواہ لئے ہوئے اسے نہ لکھتے تھے اور سورۃ برآۃ کا خاتمہ محض ابو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس کو لکھ لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ابو خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت دو گواہوں کے برابر مانی ہے چنانچہ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھ لیا۔

سوال :- جب حضور ﷺ نے اپنے سامنے تمام قرآن مجید لکھوا لیا تھا پھر اب صحابہ کرام کو کوئی ضرورت پیش آئی کہ وہ اس کام کو بڑے اہتمام سے سرانجام دینے لگے؟

جواب :- اس کا جواب صدیوں پہلے علماء کرام لکھ گئے ہیں۔ علامہ حارث المحاسبی نے اپنی کتاب **فہم السنن** میں لکھا ہے کہ قرآن کی کتابت کوئی نئی بات نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کے لکھنے کا حکم دیتے تھے لیکن وہ قرآن جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا متفرق ٹکڑوں، اونٹ کے شانہ کی ہڈیوں اور کھجور کے شاخ کے ڈنٹھلوں پر لکھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اس کے نقل کرنے اور اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور یہ کاروائی بمنزلہ اس بات کے تھی کہ کچھ اوراق رسول اللہ ﷺ کے گھر میں پائے گئے جن میں قرآن منتشر تھا پھر ان کو کسی جمع کرنے والے نے اکٹھا کر کے ایک ڈورے میں باندھ دیا تاکہ ان میں سے کوئی ٹکڑا ضائع نہ ہو جائے۔

سوال :- اگر ایسا شبہ تھا تو بھی خاص ضرورت نہ تھی اس لئے کہ صحابہ حفاظ تھے بلکہ خود خلفاء راشدین اور دیگر کاتبین وحی بہت بڑے کامل و مکمل حافظ تھے تو پھر اتنا اہتمام کیوں؟

جواب :- یہ ان کے اتقاء اور پرہیزگاری کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنے اوپر اعتماد نہ کیا اور نہ ہی کسی دوسرے خارجی پر بھروسہ کیا بلکہ وہ لوگ ایسی معجزہ تالیف اور معروف نظم کا اظہار کرتے تھے جس کی تلاوت کرتے ہوئے بیس سال تک نبی کریم ﷺ کو دیکھتے آئے تھے اور اس لحاظ سے یہ خوف بالکل نہ تھا کہ اس میں کوئی خارجی کلام ملا دیا جائے گا۔ ہاں ڈر اس بات کا تھا کہ مبادا اس کے صفحوں میں سے کوئی صفحہ ضائع ہو جائے۔

جمع القرآن ۳ :- تیسری مرتبہ قرآن کا جمع کیا جانا حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آرمینیا اور آذربائیجان کی فتح کے موقع پر شامی اور عراقی دونوں ساتھ مل کر معرکہ آرائی میں شریک تھے وہاں حضرت حذیفہ ان دونوں ممالک کے مسلمانوں کا قرأت میں اختلاف دیکھ کر سخت پریشان تھے۔ اُس وقت آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ امت مسلمہ کے یہود اور نصاریٰ کی طرح باہم مختلف ہونے سے پہلے ہی اس کی خبر

لیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سن کر اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ جو صحیفے آپ کے پاس امانت رکھے ہیں انہیں بھیج دیجئے تاکہ میں ان کو مصحفوں میں نقل کرانے کے بعد پھر آپ کے پاس واپس ارسال کر دوں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ صحائف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوا دیئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام علیہم الرضوان کو ان کے نقل کرنے پر مامور کیا اور تینوں قریشی بزرگوں سے کہا کہ جہاں کہیں قرآن کے تلفظ میں تمہارے اور زید بن ثابت کے اندر اختلاف ہو وہاں اس لفظ کو خاص قریش ہی کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ قریشیوں کی اس جماعت نے مل کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور جب وہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کر چکے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ صحائف بدستور اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس بھیج دیئے اور اپنے لکھوائے ہوئے مصحفوں میں سے ایک ایک مصحف ممالک اسلامیہ کے ہر ایک گوشہ میں ارسال کر دیا اور حکم دیا کہ اس مصحف کے سوا اور جس قدر صحیفے یا مصحف پہلے کے موجود ہوں ان کو ایسے صفحہ وجود سے ختم کرو کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔

عثمان جامع القرآن کیوں:۔ انس بن مالک نامی بنی عامر کے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں قرآن کے اندر اس قدر اختلاف تھا کہ پڑھنے والے بچوں اور پڑھانے والوں کے درمیان تلوار چل گئی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا لوگ میرے سامنے ہی قرآن کو جھٹلانے اور اس میں غلطی کرنے لگے ہیں غالباً مجھ سے جو دور ہوں گے وہ ان کی نسبت سے کہیں بڑھ کر جھٹلاتے اور غلطیاں کرتے ہوں گے۔ اے اصحاب محمد ﷺ مجتمع ہو جاؤ اور لوگوں کے لئے ایک قرآن لکھو۔

چنانچہ تمام صحابہ نے متفق ہو کر قرآن لکھنا شروع کیا۔ جس وقت کسی آیت کے بارے میں ان کے اندر اختلاف یا جھگڑا ہوتا تو وہ کہتے یہ آیت رسول اللہ ﷺ نے فلاں شخص کو پڑھائی تھی پھر اس کو بلوایا جاتا وہ شخص مدینہ سے تین دن کی مسافت پر ہوتا تھا اور جب وہ آ جاتا تو اس سے دریافت کرتے کہ فلاں آیت کی قرأت رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کس طرح سنائی تھی؟ وہ شخص کہتا ”یوں“ اس وقت اس آیت کو لکھ لیتے اور پہلے سے اس کی جگہ خالی رہنے دیتے تھے۔ (منہل العرفان للزرقانی)

جمع القرآن کا اہتمام عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف لکھوانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس غرض سے بارہ مشہور آدمی قریش اور انصار دونوں قبیلوں کے جمع کئے پھر قرآن کے صحیفوں کا وہ صندوق منگوا یا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھا۔ صندوق مذکور آگیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لکھنے والوں کی نگرانی اپنے ذمہ لی اور نقل کرنے والوں کا انداز یہ تھا کہ جب ان میں کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو اسے سر دست چھوڑ دیتے تھے اور اُس وقت لکھتے نہ تھے۔ محمد بن سیرین کا قول ہے کہ وہ لوگ اس کی کتابت میں اس لئے تاخیر کر دیتے تھے کہ کسی ایسے شخص کا انتظار کریں جس نے ان سب کی نسبت سے کلام اللہ کے آخری دور سے قریب تر زمانہ دیکھا ہے اور پھر اس کے بیان کے مطابق جو کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اسے لکھیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا

ابن ابی داؤد نے صحیح سند کے ساتھ سوید بن عفلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بجز کلمہ خیر کے اور کچھ مت کہو کیونکہ انہوں نے مصاحف میں جو کچھ تغیر کیا ہے وہ ہماری ایک جماعت کثیر کی عام رائے سے کیا ہے۔

فرق مابین جمع شیخین و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم :- حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن کو جمع کرنے میں یہ فرق ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کرانا اس خوف سے تھا کہ مبادا حفاظ قرآن کی موت کے ساتھ قرآن کا بھی کوئی حصہ جاتا رہے کیونکہ اُس وقت تمام قرآن ایک جگہ اکٹھا نہیں تھا چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کو صحیفوں میں اس ترتیب سے جمع کیا کہ ہر ایک سورت کی آیات رسول اللہ ﷺ کے بیان کے مطابق یکے بعد دیگرے درج کر دیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن کو جمع کرنے کی یہ شکل ہوئی کہ جس وقت وجوہ قرأت میں بکثرت اختلاف پھیل گیا اور یہاں تک نوبت آگئی کہ لوگوں نے اپنی زبانوں میں پڑھنا شروع کیا چونکہ عرب کی زبانیں وسیع تھیں۔ اس لئے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک زبان کے لوگ دوسری زبان والوں کو غلط بتانے لگے اور اس بارے میں سخت مشکلات پیش آئیں اور بات بڑھ جانے کا خوف پیدا ہو گیا۔ اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کو ایک ہی مصحف میں سورتوں کی ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا اور تمام عرب کی زبانوں کو چھوڑ کر محض قبیلہ قریش کی زبان پر اکتفا کیا۔ اس کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلیل یہ لائے کہ قرآن کا نزول دراصل قریش ہی کی زبان میں ہوا ہے اگرچہ ابتدا میں دقت اور مشقت دور کرنے کے لئے اس کی قرأت غیر زبانوں میں بھی کر لینے کی گنجائش دے دی گئی تھی لیکن اب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے میں وہ ضرورت مٹ چکی تھی لہذا انہوں نے قرآن کی قرأت کا انحصار محض ایک ہی زبان میں کر دیا۔

عثمانی جمع قرآن کی غرض و غایت :- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح قرآن کو ”ما بین اللوحین“ ہی جمع کر دینے کا قصد نہیں کیا اس لئے کہ انہوں نے تمام مسلمانوں کو ان معروف اور ثابت قرأتوں پر جمع کر دینے کا ارادہ کیا جو نبی کریم ﷺ سے منقول چلی آرہی تھیں۔ جتنی قرأتیں ان کے سوا پیدا ہو گئی تھیں ان کو مٹا دینا چاہنا نیز انہوں نے مسلمانوں کو ایک ایسا مصحف دیا جس میں کوئی تقدیم، تاخیر اور تاویل نہیں۔ وہ تنزیل کے ساتھ ثبت کیا گیا ہے اس کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی ہے وہ مصحف اپنے رسم کی مثبت دلیل کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس کی قرأت اور حفظ کے مفروض کا لحاظ کیا گیا ہے تاکہ بعد میں آنے والی نسلیں فساد اور شبہ میں نہ پڑ سکیں اور یہ خوف بالکل مٹ جائے۔ حارث المحاسبی کا قول ہے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ قرآن کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا مگر دراصل بات یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف یہ کیا کہ اپنے پاس رفقاء مہاجرین و انصار کے باہمی اتفاق رائے سے عام لوگوں کو ایک ہی قرأت کرنے پر آمادہ کیا کیونکہ ان کو اہل عراق اور اہل شام کے قرأتوں کے حروف میں باہم اختلاف رکھنے کے باعث فتنہ کا خوف پیدا ہو گیا تھا اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے پہلے جس قدر مصاحف تھے وہ تمام ایسی قرأت کی صورتوں سے مطابق تھے جن پر قرأت کا اطلاق ہوتا تھا اور ان پر قرآن کا نزول ہوا تھا اور یہ بات کہ قرآن جملہ سب سے پہلے کس نے جمع کیا؟ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اگر میں حاکم ہوتا تو مصاحف کے ساتھ وہی عمل کرتا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

فائدہ :- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیاۓ اسلام کے ہر گوشہ میں جتنے مصاحف ارسال کئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف کیا گیا ہے۔ مشہور قول تو یہ ہے کہ وہ سب پانچ مصحف تھے اور ابن ابی داؤد نے حمزۃ الریات کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر ممالک میں چار مصاحف بھیجے تھے۔ (اتقان) تاکہ جملہ اہل اسلام قرآن مجید کو اسی طریق پر پڑھیں جو الحمد للہ تاحال الی یوم القیمۃ یہی قرأت مروج ہے۔

خلاصۃ البحث :- اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صرف جمع کرنے کی کوشش کی تھی نہ کہ اسے ترتیب دینے کی۔ اس لئے کہ بلاشبہ قرآن اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے آسمان میں نازل فرمایا پھر اسے بوقت ضرورت نازل فرماتا رہا۔ اسی وجہ سے نزول کی ترتیب تلاوت کی ترتیب کے علاوہ ہے۔

ابن الحصار کا قول ہے کہ سورتوں کی ترتیب اور آیات انہی جگہوں میں رکھنا وحی کے ذریعہ سے عمل میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ

خود ہی فرمادیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں جگہ رکھو اور اس ترتیب کا یقین رسول اللہ ﷺ کی تلاوت نسبت متواتر نقل سے حاصل ہوا ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کا اس مصحف میں اس طرح رکھنے پر اجماع ہے۔ (اتقان جلد ۱)

شیعوں کا قرآن :- اہل سنت کے قرآن کی تفصیل پڑھنے کے بعد شیعوں کے قرآن کی کہانی بھی پڑھئے۔ شیعہ مذہب کا ماہنامہ ”المعرفت“ حیدرآباد کے ۱۹۶۷ء میں ہے

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے وحی لکھنے والوں کی فہرست تو مسلمانوں نے بڑی لمبی چوڑی بنا رکھی ہے مگر جو کارہائے نمایاں اس سلسلے میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انجام دیئے ہیں وہ آج بھی علی کے علم و حب قرآن کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ سب سے پہلا کام اس سلسلے میں امیر المؤمنین نے یہ کیا کہ قرآن مجید کی تدوین کر کے پیغمبر ﷺ کے سامنے پیش کی۔

ان علیا احدمن جمع القرآن وعرض علی رسول اللہ۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی)

علی ابن ابی طالب وہ فرد ہیں کہ جنہوں نے قرآن جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔

جس کو نبی اکرم ﷺ نے بہت پسند فرمایا۔ غالباً جس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا وہ الگ الگ اوراق پر تھا جو کہ بعد رحلت نبی ﷺ حضرت علی علیہ السلام کتابی میں اُس وقت جمع فرما رہے تھے جب کہ اُمت نے علی علیہ السلام پر حملہ کیا تھا جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ میں اُس وقت تک باہر نہیں نکلوں گا جب تک قرآن کو جمع نہ کر لو۔

آج بھی دنیا کے تقریباً ہر بڑے ملک میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن موجود ہے جب کہ زمانے نے علی علیہ السلام کو کبھی سکون سے نہیں رہنے دیا۔

(۱) ابن ندیم جو چوتھی صدی ہجری کا مورخ ہے اپنی کتاب نفیس (جو فہرست ابن ندیم کے نام سے مشہور ہے) میں لکھتا ہے میں نے خود علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن ابو یعلیٰ حمزہ حسنی کے یہاں دیکھا ہے۔ ابو یعلیٰ جلیل القدر شیعوں میں سے ہیں۔ (رجال مجالی صفحہ ۱۰۸)

(۲) یعقوبی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اس کی تاریخ تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے اسی قرآن کا ذکر کرتا ہے اور سورتوں کی ترتیب اسی طرح بیان کرتا ہے۔

(۳) مقریزی جو ۸۴۵ھ میں فوت ہوا اپنی کتاب (الموعظ والاعتبار بذکر الحفظ والاثار) میں لکھتا ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید کتب خانہ خلفائے فاطمی (مصر) میں موجود ہے۔ یہ قرآن جامع عتیق مصر میں ایک خوبصورت شوکیس میں نہایت حفاظت سے محفوظ ہے۔

(۴) سید جمال الدین داؤدی حسنی متوفی ۸۲۸ھ اپنی کتاب **عمدة الطالب** میں صفحہ ۵ بمبئی چھاپ میں لکھتا ہے حضرت علی علیہ السلام کے خزانے میں خود ان کے ہاتھ کا لکھا قرآن تین جلدوں میں تھا۔ ۵۳ھ کی آتشزدگی میں جل گیا تھا (جب کہ ترکوں نے نجف اشرف کو لوٹا تھا) اس کے بعد لکھتا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن عبید اللہ علی پر مزار پر دیکھا ہے۔

(۵) تین قرآن مجید امیر المؤمنین علیہ السلام کے لکھے ہوئے سلطان العرب والعجم علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے کتب خانہ (مشہد مقدس) میں موجود ہیں اور ایک نسخہ خود جناب امیر کے کتب خانہ نجف اشرف میں آج بھی موجود ہے۔ قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیوہاروی خاتون پاکستان کے قرآن نمبر میں لکھتے ہیں مصحف علی علیہ السلام (یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن) ایک نسخہ مشہد مقدس کے کتب خانہ امام ہشتم علیہ السلام میں اب تک موجود ہے۔ (ایک نہیں تین جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں)

دوسرا نسخہ :- جامع اباصوفیہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ میں جس کو صلاح الدین ایوبی نے کتب خانہ شاہی میں محفوظ کرادیا تھا۔

تیسرا نسخہ :- جو حضرت علی علیہ السلام نے عہد خلافت اول میں اپنی یاد سے مرتب کیا تھا (یہ اسی قرآن کا ذکر ہے جس کو ہم بتلا آئے ہیں کہ اہل خلافت نے جب خلافت بنائی تو حضرت علی علیہ السلام گھر میں تشریف فرما تھے اور قرآن جمع فرما رہے تھے جسے ابن ندیم نے یعلیٰ حمزہ حسنی کے پاس دیکھا تھا)

چوتھا نسخہ :- مدینہ منورہ کے امانات مقدسہ میں تھا جو ۱۹۱۸ء میں جملہ امانات مقدسہ کے ساتھ قسطنطنیہ (ترکی کا دارالسلطنت) منتقل ہو گیا تھا۔

پانچواں نسخہ :- جامع سیدنا حسینی قاہرہ (مصر) میں ہے یہی بزرگ آگے چل کر لکھتے ہیں

مصاحف عہد خلافت چہارم

حضرت علی علیہ السلام نے قرآن لکھے۔ حیات رسول ﷺ میں بھی اور بعد وفات رسول ﷺ بھی۔ حضرت کا لکھا ہوا ایک نسخہ جامع ملیہ کے کتب خانہ میں ہے۔ حضرت کے رقم فرمودہ چند اوراق قرآن مجید شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں ہیں۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کچھ سورتیں امیر تیمور کے ہاتھ آگئی تھیں جو کسی زمانہ میں لاہور کے شاہی کتب خانہ میں تھیں پھر پیرس کے کتب خانہ میں پہنچیں اور اب انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر اور چند سورتیں حضرت کی لکھی ہوئی اسی کتب خانے میں ہیں۔

ایک نسخہ حضرت کا مرقومہ جامع مسجد دہلی میں ہے۔

یہ نسخہ فتح دمشق میں امیر تیمور کے ہاتھ آیا تھا۔

حبیب الرحمن خاں شیروانی (علی گڑھ) کے یہاں ان کے کتب خانہ میں حضرت کے مرقومہ چار ورق ہیں۔

ایک نسخہ سندھ کے پرانے حکمران تالپور خاندان کے گھرانے میں بھی ہے جو چودہ سو سالہ یادگار مرتضوی کی نمائش میں کراچی زیارت کے لئے رکھا گیا تھا۔

متعدد بار کی کوشش کے باوجود افسوس کہ ہم کو اس کی زیارت کا ابھی تک شرف حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر اس کے متعلق مکمل معلومات فراہم کی جائے گی۔

مصحف حسنی

امام حسن علیہ السلام کے دست مبارک کے تحریر کردہ قرآن مجید دنیا میں بہت ہیں۔ (ادارہ)

مثلاً امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ کا تحریر کردہ قرآن مجید کا ایک نسخہ انڈیا آفس لندن کے کتب خانے میں ہے۔

دوسرا جامع مسجد دہلی کے کتب خانے میں ہے جس کے ایک ورق کا نوٹوالا ۱۳ھ میں شائع ہوا تھا۔

مجلہ کابل: (کچھ اوراق شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں بھی ہیں جن کی زیارت کا شرف ہم کو بھی حاصل ہوا ہے)۔

مصحف حسینی: امام حسین علیہ السلام کے دست مبارک کے تحریر کردہ قرآن مجید بھی تبرکات مختلف مقامات پر ہیں۔ (ادارہ)

امام حسین علیہ السلام کا لکھا ہوا ایک نسخہ تبرکات جامع مسجد دہلی میں ہے۔

مصحف عابدی علیہ السلام: امام زین العابدین علیہ السلام کے دست مبارک کا تحریر کردہ قرآن مجید جامعہ ملیہ دہلی کے کتب خانہ میں آج بھی موجود ہے جو ۹۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔

اسی عہد کا ایک نسخہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں ہے۔

حمانل مرقومہ بدست حضرت امام حسن عسکری: یہ حمانل صرف چودہ پارہ کی ہے جھلی کے اوپر خط کوفی میں تحریر ہے کہیں کہیں حاشیہ پر پارہ کا ذکر ہے جیسے ایک جگہ بارہویں پارہ کے شروع میں کیا

ہے۔ الجزء الثانی عشر

☆ اسی طرح نشانات رکوع کے ہیں اس کے آخری صفحہ پر یہ عبارت ہے کہ جو کہ کرم خوردہ ہو جانے سے دوبارہ لکھی گئی ہے۔ کتبہ حسن بن علی محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن طالب علیہم السلام۔ اس (قرآن) کو لکھا حسن عسکری نے وہ صاحبزادے محمد تقی کے وہ فرزند ہیں محمد تقی کے صاحبزادے ہیں رضا کے وہ دلہند ہیں موسیٰ کاظم کے وہ نور نظر ہیں جعفر صادق کے وہ جگر بند ہیں محمد باقر کے وہ چشم چراغ ہیں علی زین العابدین کے وہ لخت جگر ہیں حسین کے اور وہ نور بصر ہیں علی ابن ابی طالب کے۔

نسخہ ریاست دھولپور قصبہ جاڑی کے سادات گھرانے سید نور الحسن صاحب جیسی صاحب علم و فضل اور شان و شوکت ہستی کے پاس تھا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ :- یہ تمام نقول ”المعرفة حیدر آباد“ امامت نمبر سے لئے گئے ہیں۔ اس پر ہمارا شیعہ مذہب سے سوال ہے کہ یہ قرآن مجید جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کردہ ہے باوجود یہ کہ مختلف مقامات پر محفوظ ہے تو تم اسے منظر عام پر کیوں نہیں لاتے حالانکہ نشر و اشاعت کے معاملہ میں اہل سنت سے کچھ کم نہیں تاکہ یہ اختلاف ہی ختم ہو جائے کہ قرآن مجید جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع فرمایا ہے وہ حضرت عثمان و شیخین رضی اللہ عنہم کے جمع کردہ قرآن کے عین مطابق ہے تو مذہب حق اہل سنت ہے۔ اگر وہ اس کے برعکس ہے تو بھی عوام اہل اسلام تمہاری اس غلط روش سے آگاہ ہو جائیں گے کہ تم اسلام سے دھوکہ کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو قرآن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اشاعت کی توفیق بخشے۔

فقط والسلام

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ قبل صلوٰۃ الجمعہ